تاریخ و سیر

طالب الہاشمی

بزمِ رسالت کی چاند سی شمعیں

حدیث اور سیرت کی کتابوں میں بیسیوں ایسی خواتین کے نام ملتے ہیں جن کا شمار عظیم المرتبت صحابیات میں ہوتا ہے لیکن ان کے حالاتِ زندگی بہت کم معلوم ہیں یہاں ہم ایسی بارہ صحابیات کے حالات (جس قدر معلوم ہیں) نذرِ قارئین کرتے ہیں۔

حضرت اُمِّ ایوب انصاریہؓ

اصل نام معلوم نہیں اپنی کنیت "ام ایوب" سے مشہور ہیں۔ میزبانِ رسولؐ حضرت ابوایوب انصاریؓ کی اہلیہ تھیں۔ ہجرتِ نبوی سے قبل اپنے شوہر کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو سات ماہ تک حضرت ابوایوبؓ کے گھر میں ہی قیام فرمایا۔ اس دوران میں حضرت ام ایوبؓ ہی حضورؐ کے لئے کھانا تیار کیا کرتی تھیں۔ ابتدا میں حضورؐ نے حضرت ابوایوبؓ کے مکان کی زیریں منزل میں قیام فرمایا۔ حضرت ابوایوبؓ اور ام ایوبؓ اگرچہ حضورؐ کی اپنی خواہش کے مطابق بالاخانہ میں منتقل ہو گئے تھے مگر دونوں میاں بیوی کو ہر وقت یہ خیال مضطرب رکھتا تھا کہ وہ تو بالائی منزل میں مقیم ہیں اور مہبطِ وحی و رسالت نچلی منزل میں۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ ایک روز بالاخانے پر پانی سے بھرا ہوا برتن پھوٹ گیا، میاں بیوی اس خیال سے بے قرار ہو گئے کہ پانی بہہ کر نیچے جائے گا اور حضورؐ کو تکلیف ہو گی۔ گھر میں اوڑھنے کا ایک ہی لحاف تھا۔ انہوں نے فی الفور یہ لحاف گھسیٹ کر پانی پر ڈال دیا تاکہ بہتا ہوا پانی لحاف میں جذب ہو جائے۔ جب پانی کے نیچے بہنے کا امکان نہ رہا تو میاں بیوی نے اطمینان کا سانس لیا۔

ایک دن اپنے بالائی منزل میں مقیم ہونے کا احساس اس قدر شدت اختیار کر گیا کہ دونوں میاں بیوی چھت کے ایک کونے میں سکڑ کر بیٹھ گئے اور ساری رات اسی حالت میں جاگ کر گزار دی صبح ہوئی تو حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی "یارسول اللہ ہم ساری چھت کے ایک کونے میں بیٹھ کر جاگتے رہے" حضورؐ نے سبب دریافت فرمایا تو عرض کیا "ہمارے ماں باپ آپ پر قربان، ہر لحظہ یہ خیال ستاتا رہا کہ

رہتا ہے کہ آپ تو نیچے کی منزل میں تشریف رکھتے ہیں اور ہم بالاخانہ میں مقیم ہیں۔ یا رسول اللہ آپ بالا خانے پر تشریف لے چلیے حضورؐ کے غلاموں کیلئے آپ کے قدموں کے نیچے رہنا ہی باعث سعادت ہے"

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست قبول فرمالی اور حضرت ابوایوبؓ اور حضرت ام ایوبؓ نے بکمال مسرت نچلی منزل میں اقامت اختیار کر لی۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خانۂ اقدس میں منتقل ہو جانے کے بعد بھی کبھی کبھی حضرت ابوایوبؓ کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ دونوں میاں بیوی حضورؐ کا پرتپاک خیر مقدم کرتے تھے اور جو کچھ میسر ہوتا حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیتے۔ ایک دن حضورؐ بھوک کی حالت میں خانۂ اقدس سے باہر نکلے۔ راستے میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ مل گئے۔ سرورِ کونینؐ ان دونوں کو ساتھ لے کر حضرت ابوایوبؓ کے گھر رونق افروز ہوئے۔ اس وقت حضرت ابوایوبؓ اپنے مکان سے متصل کھجوروں کے باغ میں تھے اور گھر میں کھانے کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ حضرت ام ایوبؓ نے حضورؐ کو اہلاً و سہلاً کہا۔ حضورؐ نے پوچھا "ابوایوبؓ کہاں ہے؟" حضرت ابوایوبؓ نے حضورؐ کی آواز سنی تو کھجوروں کا ایک گچھا توڑ کر دوڑتے ہوئے گھر آئے اور یہ گچھا مہمانانِ عزیز کی خدمت میں پیش کیا۔ اس کے ساتھ ہی فوراً ایک بکری ذبح کی۔ حضرت ام ایوبؓ نے آدھے گوشت کا سالن پکایا آدھے کے کباب بنائے اور حضورؐ کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔ حضورؐ نے ایک روٹی پر کچھ گوشت رکھ کر فرمایا "اسے فاطمہؓ کو بھیج دو اس پر کئی دن کا فاقہ ہے" حضرت ابوایوبؓ نے تعمیلِ ارشاد کی اور حضورؐ نے اپنے رفقاءِ کرام کے ساتھ کھانا کھایا۔ قیاس یہ ہے کہ حضرت ام ایوبؓ نے کئی اور موقعوں پر بھی اسی طرح حضورؐ کی خدمت کی ہوگی۔

حضرت ام ایوبؓ سے چند احادیث بھی مروی ہیں ان کے بطن سے حضرت ابوایوبؓ کی جو اولاد ہوئی ان میں سے ایوب، خالد، محمد، تین بیٹوں اور ایک بیٹی عمرہ کے نام معلوم ہیں۔

حضرت ام ایوبؓ کے سالِ وفات کے بارے میں کتب سیر خاموش ہیں۔

حضرت اُمِّ سُلیط انصاریہؓ

نام و نسب معلوم نہیں ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ وہ غزوۂ احد میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ اور کچھ دوسری خواتین کے ساتھ مشک بھر بھر زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں حضرت عمر فاروقؓ کو ان کی یہ خدمت مدت العمر یاد رہی اپنے عہدِ خلافت میں ایک مرتبہ انہوں نے مدینہ کی خواتین میں چادریں تقسیم فرمائیں۔ ایک عمدہ چادر بچ گئی تو کسی نے کہا کہ آپ یہ چادر اپنی بی بی ام کلثومؓ کو دے دیں۔ فرمایا "ام سلیطؓ اس چادر کی زیادہ مستحق ہیں، یہ انصار کی ان عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے حضورؐ سے بیعت کی تھی وہ غزوۂ احد میں مشک بھر بھر کر پانی لاتی تھیں" ایک روایت کے مطابق حضرت زینبؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو ان کے غسل

کے موقع پر چند دوسری خواتین کے ساتھ وہ بھی حاضر تھیں۔ اس سے زیادہ حالات کسی کتاب میں نہیں ملتے۔

حضرت کبشہؓ بنت رافع

جلیل القدر صحابی صدیقِ انصار سید الاوس حضرت سعدؓ بن معاذ کی والدہ تھیں۔ والد کا نام رافع بن عبید تھا اور ان کا تعلق خاندان خدرہ سے تھا۔ اہلِ سیر کا ان کے اسلام پر اتفاق ہے۔ یہ شرف انہیں ہجرتِ نبوی سے قبل حاصل ہوا۔ بڑی باوقار خاتون تھیں اور شعر و شاعری میں بھی درک رکھتی تھیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے رشتہ مودت قائم تھا۔ غزوہ احزاب میں بنو حارثہ کی گڑھی میں ان کے پاس بیٹھی تھیں کہ حضرت سعد بن معاذؓ رجز پڑھتے ہوئے ان کے سامنے سے گزرے۔ حضرت کبشہؓ نے پکار کر کہا بیٹے دوڑ کر جاتو نے بڑی دیر کر دی۔ اس غزوہ میں حضرت سعدؓ کو کاری زخم لگا جس کی وجہ چند دن بعد رتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔ حضرت کبشہؓ کو اپنے سعادت مند بیٹے کی وفات کا سخت صدمہ ہوا اور انہوں نے ان کی یاد میں رو رو کر بہت سے ماتمی اشعار پڑھے جن میں حضرت سعدؓ کی بے انتہا تعریف کی۔ حضورؐ نے یہ اشعار سنے تو فرمایا "جتنی رونے والی عورتیں ہیں جھوٹ بولتی ہیں، لیکن ام سعد سچ کہتی ہیں" حضرت کبشہؓ حضرت سعدؓ کی وفات کے بعد بہت عرصہ تک زندہ رہیں۔

حضرت خالدہؓ بنت حارث

جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہؓ بن سلام کی پھوپھی تھیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں نزول اجلال فرمایا تو اس وقت حضرت عبداللہ بن سلامؓ اپنے باغ میں تھے۔ ان کی پھوپھی خالدہ بنت حارث بھی وہیں تھیں کسی نے باغ میں جا کر حضرت عبداللہؓ بن سلام کو حضورؐ کی تشریف فرمائی کی اطلاع دی تو وہ فرطِ عقیدت سے بے خود ہو گئے اور بے اختیار اللہ اکبر کہہ اٹھے اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ تورات کے بہت بڑے عالم تھے اور اس میں نبی آخر الزمانؐ کی علامات پڑھ کر آپؐ کے نادیدہ عاشق بن گئے تھے۔ ان کی مسرت اور بے تابی کو دیکھ کر خالدہؓ بڑی حیران ہوئیں اور کہنے لگیں "حصین (حضرت عبداللہ بن سلام کا اصل نام) ان صاحب کے آنے سے تمہیں اتنی خوشی ہوئی ہے کہ شاید موسیٰ بن عمران بھی تشریف لاتے تو اتنے خوش نہ ہوتے"۔

حضرت عبداللہؓ بن سلام نے کہا "پھوپھی جان خدا کی قسم یہ بھی موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہیں اور اسی دین کی تبلیغ کے لیے دنیا میں تشریف لائے جس کے موسیٰ علیہ السلام مبلغ تھے"۔

حضرت خالدہؓ نے پوچھا "برادر زادے کیا واقعی یہ وہی نبی ہیں جن کی تورات اور دوسرے آسمانی صحائف میں خبر دی گئی ہے"؟ حضرت عبداللہؓ بن سلام نے جواب دیا "بے شک یہ وہی نبی ہیں" حضرت خالدہؓ نے کہا "پھر تو ہماری بڑی خوش بختی ہے کہ وہ ہمارے شہر میں تشریف لائے"

اس سوال و جواب کے بعد حضرت عبداللہؓ نے بارگاہِ نبوت کا قصد کیا۔ حضرت خالدہؓ بھی ان کے

پیچھے گئیں اور مشرف بہ اسلام ہو کر لوٹیں پھر اپنے گھر پہنچ کر سب اہلِ خانہ کو اسلام کی تلقین کی چنانچہ گھر کے سب چھوٹے بڑے سعادت اندوزِ اسلام ہو گئے۔

بعض روایتوں میں ان کو عبداللہ بن سلام کی چچی بتایا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

حضرت امِ یزید رضی اللہ عنہا

اوس کے خاندان عبدالاشہل سے تھیں اور حضرت یزید بن سکن انصاری کی صاحبزادی تھیں اصل نام حوا تھا۔ مشہور صحابیہ حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ ان کی بہن تھیں۔ سلسلۂ نسب یہ ہے۔

حوا بنت یزید بن السکن بن رافع بن امراء القیس بن زید بن عبدالاشہل بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس۔ ہجرتِ نبوی کے بعد شرفِ اسلام سے بہرہ ور ہوئیں۔ نہایت راسخ العقیدہ مسلمان تھیں ان کو بیعتِ رضوان میں شریک ہونے کا فخر حاصل ہے۔ اس سے زیادہ حالات معلوم نہیں ہیں۔

حضرت عمرۃ بنت رواحہ

ان کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔

عمرۃ بنت رواحہ بن ثعلبہ بن امراء القیس بن عمرو بن امراء القیس الاکبر بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج اکبر۔

مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن رواحہ شاعرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمشیرہ تھیں ان کا نکاح جلیل القدر صحابی حضرت بشیر بن سعد انصاری سے ہوا۔ فرزند نعمان بن بشیر بھی مشہور صحابی ہیں حضرت عمرۃ کو اپنے فرزند نعمان سے اس قدر محبت تھی کہ وہ اپنی تمام جائیداد انہیں کے نام منتقل کر دینا چاہتی تھیں۔ چنانچہ اپنے شوہر بشیر کو اس بات پر آمادہ کر لیا اور گواہی کے لیے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب کیا۔ حضرت بشیر بن سعد ننھے نعمان کو ساتھ لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "یا رسول اللہ آپ گواہ رہیے کہ میں اپنی فلاں زمین (جائیداد) اس لڑکے کو دیتا ہوں" حضور نے فرمایا "اس کے دوسرے بھائیوں کو بھی حصہ دیا ہے"؟ انہوں نے کہا "نہیں" ارشاد فرمایا "تو پھر میں ظلم پر گواہی نہیں دیتا"۔ اس پر وہ خاموشی سے گھر لوٹ گئے اور حضرت عمرۃ نے ارشادِ نبوی کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرۃ پر بے حد شفقت فرماتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کے پاس طائف سے انگور آئے۔ اتفاق سے حضرت نعمان بھی بارگاہِ رسالت میں حاضر تھے اس وقت ان کی عمر چھ سات برس کے لگ بھگ تھی حضور نے انہیں دو خوشے مرحمت فرمائے۔ کہ ایک تمہارا اور ایک تمہاری والدہ (عمرۃ) کا۔ نعمان دونوں خوشے راستے میں چٹ کر گئے اور ماں کو بتایا تک نہیں چند دن بعد پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا "نعمان وہ انگور اپنی ماں کو دے دیے تھے"؟ انہوں نے کہا "نہیں" حضور نے

پیار سے ان کے کان اینٹھے اور فرمایا "یا غدر" "کیوں مکار" حضرت عمرؓ کے اس سے زیادہ حالات معلوم نہیں ہیں۔

حضرت امِ رفیدہؓ یا رفیدہؓ اسلمیہ

ان کا نام بعض روایتوں میں ام رفیدہؓ اور بعض میں رفیدہؓ آیا ہے۔ طب اور جراحی میں مہارت رکھتی تھیں اور زخمیوں کا علاج معالجہ کیا کرتی تھیں۔ علامہ ابن سعدؒ کا بیان ہے کہ ان کا خیمہ جس میں جراحی اور مرہم پٹی کا سامان تھا مسجدِ نبوی کے پاس تھا، ایک روایت میں ہے کہ بعض موقعوں پر حضورؐ نے انہیں مسجدِ نبوی کے اندر خیمہ لگانے کی اجازت دی تھی۔ سید الاوس حضرت سعدؓ بن معاذ غزوۂ احزاب میں زخمی ہوئے تو حضرت ام رفیدہؓ ہی نے ان کا علاج کیا تھا۔ ان کے یہی حالات معلوم ہیں۔

زوجۂ جلیبیبؓ

نام و نسب وغیرہ سب تاریکی میں ہیں صرف اتنا معلوم ہے کہ انصاریہ تھیں اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جانثار حضرت جلیبیب انصاریؓ کی اہلیہ تھیں ان کا نکاح عجیب حالات میں حضرت جلیبیبؓ سے ہوا۔ جلیبیبؓ کا چہرہ مہرہ کچھ واجبی سا تھا اور قد بھی پست تھا اس لیے کوئی انہیں اپنی لڑکی دینے پر رضامند نہیں ہوتا تھا آخر حضورؐ نے انصار کے ایک خاندان میں ان کی نسبت ٹھہرائی۔ لڑکی کے والدین رشتہ دینے پر متامل ہوئے تو سعادت مند لڑکی نے ان کے سامنے اللہ کا یہ حکم پیش کیا کہ "جب اللہ اور رسولؐ کسی بات کا فیصلہ کر دیں تو کسی مسلمان کو اس میں چون وچرا کرنے کی گنجائش نہیں"۔ پھر کہا کہ "جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی ہے وہی میری بھی مرضی ہے اور میں جلیبیبؓ سے شادی کرنے پر بالکل راضی ہوں"۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپؐ بے حد خوش ہوئے اور دعا کی "الٰہی اس لڑکی پر خیر کا دریا بہادے اور اس کی زندگی کو تلخ نہ کر"۔

اس کے بعد آپؐ نے جلیبیبؓ سے فرمایا کہ "میں فلاں لڑکی سے تمہارا نکاح کرتا ہوں" انہوں نے عرض کیا، "یارسول اللہ آپ مجھے کھوٹا پائیں گے"۔ فرمایا "نہیں تم خدا کے نزدیک کھوٹے نہیں ہو"۔ پھر آپؐ نے حضرت جلیبیبؓ کا نکاح اس نیک بخت لڑکی سے کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضورؐ کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ ان کی خانگی زندگی نہایت بابرکت ثابت ہوئی حضرت جلیبیبؓ نہایت آسودہ حال ہو گئے اور ان کی نیک اہلیہ سے بڑھ کر کوئی عورت متمول اور شاہ خرچ نہ تھی۔

حضرت سلافہ بنت براءؓ انصاریہ

خزرج کے خاندان سلمہ سے تھیں اور جلیل القدر صحابی حضرت براءؓ بن معرور انصاری کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت ابو قتادہ انصاریؓ سے نکاح ہوا۔ ان کے صلب سے تین بیٹے عبداللہ، معبد

اور عبدالرحمان پیدا ہوئے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی عقیدت اور محبت تھی اور ان کی گھریلو زندگی نہایت خوشگوار تھی۔

حضرت انیسہ رضؓ بنت ابی حارثہ

ان کا تعلق خزرج کے خاندان عدی بن نجار سے تھا۔ زمانہ جاہلیت میں نعمان اوسی کی زوجیت میں تھیں اس کے مرنے کے بعد مالک بن سنان خدری سے نکاح ہوا۔ یہ ہجرتِ نبوی سے پہلے کا واقعہ ہے۔ بیعتِ عقبہ کے بعد مدینہ کے گھر گھر میں اسلام پھیلا تو مالکؓ بن سنان اور انیسہؓ دونوں حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔ جلیل القدر صحابی حضرت ابوسعید خدریؓ بن مالک بن سنان حضرت انیسہؓ ہی کے بطن سے تھے۔ حضرت مالکؓ بن سنان نے غزوۂ احد میں مردانہ وار لڑتے ہوئے شہادت پائی چونکہ انہوں نے کوئی جائیداد نہ چھوڑی تھی، حضرت انیسہؓ اور ان کے بارہ سالہ فرزند حضرت ابوسعیدؓ سخت تنگ دستی میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت انیسہؓ نے ایک دن ابوسعیدؓ سے کہا کہ "بیٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں جاؤ آج انہوں نے فلاں شخص کو کچھ دیا ہے تم کو بھی کچھ نہ کچھ ضرور مرحمت فرمائیں گے۔" انہوں نے پوچھا "گھر میں کچھ ہے؟" ماں نے نفی میں جواب دیا تو سیدھے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضورؐ خطبہ دے رہے تھے کہ "جو شخص تنگدستی میں صبر کرے اللہ اس کو غنی کر دے گا"۔

حضورؐ کا ارشاد سن کر حضرت ابوسعیدؓ نے دل میں کہا کہ میرے پاس ایک اونٹنی (یاقوتہ) موجود ہے اس لیے دستِ سوال دراز کر کے حضورؐ کو زحمت دینے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ سوچ کر خالی ہاتھ ماں کے پاس واپس آگئے۔ ماں بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے صبر کا یہ پھل دیا کہ تھوڑے ہی عرصے میں ان کی عسرت خوش حالی سے بدل گئی اور وہ مال و دولت میں تمام انصار سے بڑھ گئے۔ اس سے زیادہ حالات معلوم نہیں ہیں۔

حضرت ام ورقہؓ بنت نوفل

اصل نام معلوم نہیں ہے باپ کا نام عبداللہ تھا اور جدِ اعلیٰ کا نوفل۔ چنانچہ انہیں ام ورقہ بنت عبداللہ بنت نوفل دونوں طرح پکارتے تھے۔ حافظ ابن حجرؒ نے "اصابہ" میں ان کا سلسلۂ نسب اس طرح لکھا ہے:

ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارث بن عویمر بن نوفل۔ ہجرتِ نبوی کے بعد شرفِ اسلام اور حضورؐ کی بیعت سے بہرہ ور ہوئیں۔ اس کے بعد انہوں نے بڑے ذوق و شوق سے حضورؐ سے قرآن کی تعلیم حاصل کی۔ ابن اثیرؒ نے لکھا ہے کہ انہوں نے پورا قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ غزوۂ بدر کی تیاری ہونے لگی تو انہوں نے حضورؐ سے درخواست کی کہ مجھے بھی اس غزوہ میں اپنے ہمراہ لے چلیے میں زخمیوں کی خدمت اور مریضوں کی دیکھ بھال کروں گی۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھے راہِ حق میں شہید ہونے کی سعادت بخشے۔ حضورؐ نے فرمایا تم گھر میں ہی رہو اللہ تم کو یہیں شہادت نصیب کرے گا۔ انہوں نے حضورؐ کے ارشاد کی تعمیل کی اور غزوہ پر جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ عبادت سے بڑا شغف تھا، چونکہ قرآن پڑھی ہوئی تھیں اس لیے حضورؐ نے ان کو عورتوں کا امام مقرر

فرما دیا تھا اور انہوں نے اپنے مکان کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا جہاں عورتوں کی امامت کیا کرتی تھیں حضورؐ نے ان کی درخواست پر ایک مؤذن بھی مقرر فرما دیا تھا اُن کی اذان کے بعد عورتیں نماز باجماعت ادا کرنے حضرت ام ورقہؓ کے گھر آجاتی تھیں۔

علامہ ابن اثیر نے اُسد الغابہ میں بیان کیا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر بے حد شفیق تھے کبھی کبھی بعض صحابہؓ کے ہمراہ ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے "آؤ شہیدہ کے گھر چلیں" عہدِ رسالت سے متعلق ان کے اسی قدر حالات معلوم ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ کا بیان ہے کہ حضرت ام ورقہؓ نے اپنے ایک غلام اور ایک لونڈی سے وعدہ کیا کہ "میرے مرنے کے بعد تم آزاد ہو" ان بدبختوں نے جلد آزاد ہونے کے لیے ایک رات کو چادر سے ان کا گلا گھونٹ دیا۔ صبح کو حضرت عمر فاروقؓ نے لوگوں سے کہا کہ آج خالہ اُم ورقہؓ کے قرآن پڑھنے کی آواز نہیں آتی، معلوم نہیں ان کا کیا حال ہے؟ اس کے بعد حضرت ام ورقہؓ کے گھر گئے دیکھا کہ مکان کے ایک گوشہ میں لپٹی بے جان پڑی ہیں۔ سخت مغموم ہوئے اور فرمایا "اللہ کے رسولؐ سچ فرمایا کرتے تھے کہ شہیدہ کے گھر چلو" اس کے بعد منبر پر تشریف لے گئے یہ خبر بیان کی۔ غلام اور لونڈی دونوں کو گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ وہ گرفتار ہو کر آئے اور امیر المومنین کے حکم کے مطابق انہیں اس بھیانک جرم کی پاداش میں سولی پر لٹکا دیا گیا۔ اہلِ سِیر نے لکھا ہے یہ دونوں وہ پہلے مجرم ہیں جن کو مدینہ منورہ میں سولی دی گئی۔

ابن سعد کا بیان ہے کہ حضرت ام ورقہؓ نے حضورؐ سے کچھ حدیثیں بھی روایت کی ہیں لیکن کسی دوسری کتاب میں ان کی روایتِ حدیث کا ذکر نہیں آیا۔

حضرت اُمِّ مَنِیعؓ انصاریہؓ

ان کا نام اسماء بنت عمرو بن عدی تھا اور خزرج کے خاندان بنو سلمہ سے تعلق رکھتی تھیں ہجرتِ نبوی سے قبل سعادت اندوزِ اسلام ہوئیں اور لیلۃ العقبہ (۱۳ بعد بعثت) میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت سے مشرف ہوئیں اس موقعہ پر یہ سعادت (۷۳ مردوں کے علاوہ) صرف ایک اور خاتون حضرت ام عمارہؓ کو نصیب ہوئی یہ وہ بیعت تھی جس میں انصار نے حضورؐ کو مدینہ تشریف لانے کی دعوت دی اور اپنی جانوں مالوں اور اولادوں کے ساتھ آپؐ کی حفاظت اور مدد کا عہد کیا۔

حضرت ام منیعؓ کے اس سے زیادہ حالات معلوم نہیں ہیں۔